سے ایک نئی تشویش کا اظہار ہے جو "دیکھ بھال اور تعاون کے سب سے زیادہ محتاج ہیں۔" اور اس طبقے میں غریب اور بے روزگار لوگ شامل ہیں۔

لاطینی امریکہ

بولیویا: "اسلامی مشن چرچ کے لیے ایک نیا چیلنج ہے۔"

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے پروٹسٹنٹ فرقوں کی جنوبی امریکہ میں مسلسل آمد اس خطے میں رومن کیتھولک چرچ کے لیے ایک شدید چوپانی (Pastoral) مسئلہ تھی، مگر انٹر نیشنل فاؤنڈیشن سروس کے مطابق اس خطے میں اب کیتھولک چرچ کو ایک نیا مسئلہ درپیش ہے اور یہ "اسلام اور اس کے مشن" کا پیدا کردہ ہے۔ بولیویا کے دارالحکومت، لاپاز میں حال ہی میں تبلیغ اسلام کے لیے اولین سوسائٹی وجود میں آئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کوہستان کے لوگوں میں تیس غریب خاندان حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں اور لاپاز سے ٹیٹی کاکا (Titicaca) جھیل جانے والی سڑک پر ایک مسجد زیر تعمیر ہے جو "پورے بولیویا میں تبلیغِ اسلام کے لیے نقطۂ آغاز ثابت ہو گی۔" یہ اقدام ایران کی جانب سے اسلامی انقلاب کے ایک منصوبے کا حصّہ ہے۔ ایران نے ۱۹۸۰ء کے عشرے میں لاطینی امریکہ میں اسلامی مشن کا آغاز کیا تھا۔ اس وقت سے ریڈیو تہران جنوبی امریکہ کے لیے پرتگیزی اور ہسپانوی زبانوں میں پروگرام نشر کر رہا ہے۔ (رپورٹ انٹر نیشنل فانڈز سروس)

متفرّق

"رجوع الی الاسلام" کی تحریکیں -- ایک مستشرق کی نظر میں

[ڈاکٹر چارلس جوزف ایڈمز عہدِ حاضر کے معروف مستشرق ہیں۔ وہ گزشتہ چالیس سال سے میک گِل یونیورسٹی کے "انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز" سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے تاریخِ مذاہب کے موضوع پر یونیورسٹی آف شکاگو سے ڈاکٹریٹ کی سند لی ہے۔ انہیں تاریخِ مذاہب کے ساتھ مسلمانانِ

برصغیر کی تاریخ و ثقافت کے مطالعہ سے گہری دلچسپی ہے جو میک گِل یونیورسٹی میں فورمین کرسچن کالج لاہور کے سابق استاد اور Islam in Modern History کے مؤلف کینٹویل اسمتھ کے ساتھ کام کرنے کے دوران میں پیدا ہوئی تھی۔ ڈاکٹر ایڈمز ۵۵-۱۹۵۴ء میں تقریباً بیس ماہ پاکستان میں مقیم رہے تھے اور انہوں نے اردو زبان میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔

ڈاکٹر ایڈمز مغرب کے ایک اہم ادارے سے وابستہ ہیں جو اپنے معیار کے اعتبار سے دنیا بھر میں معروف ہے۔ مطالعۂ اسلام کے بارے میں ان کی کسی رائے سے اختلاف تو ہو سکتا ہے مگر اس کی اہمیت سے اس لیے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ رائے ان مسلمان اور غیر مسلم طلبہ و طالبات کے ذریعے دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلتی ہے جو میک گِل میں مطالعۂ اسلام کی غرض سے یک جا ہوتے ہیں۔ حال ہی میں پروفیسر ایڈمز کا ایک انٹرویو تہران کے جریدے Echo of Islam [نوائے اسلام] میں شائع ہوا ہے۔ انٹرویو میں منجملہ دوسرے سوالوں کے ایک سوال معاصر دنیا میں عالمِ اسلام کے مستقبل سے متعلق ہے۔ انہوں نے جواب میں رواں اسلامی تحریکوں کے بارے میں حسبِ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مدیر]

"میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ معاصر اسلامی تحریکوں کو پوری اہمیت دی جائے۔ صورتِ حال کو منفی پہلو سے دیکھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ تحریکیں ان حالات کے بارے میں مسلمانوں کے عمومی عدمِ اطمینان کی مظہر ہیں جن سے وہ دنیا کے مختلف حصوں میں گزر رہے ہیں۔ ایک مصنّف کا جو اپنے افکار کے اعتبار سے بہت ہی محترم ہیں، بیان ہے کہ پورا عالمِ اسلام ایک شدید سماجی بحران کا شکار ہے اور یہ بحران کئی امور کا نتیجہ ہے۔ استعماری تجربہ، غیر ملکی بالادستی، اغیار کے ہاتھوں فوجی ہزیمت، اقتصادی عوامل اور غربت ایسے امور ہیں جن سے عالمِ اسلام بری طرح متاثر ہوا ہے۔ عالمِ اسلام کے سماجی بحران کے حل کے لیے نئے تجربات کیے گئے ہیں، مگر ان میں سے کوئی بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ لبرل جمہوریت، اشتراکی حکومتیں اور فوجی آمریتیں بحران پر قابو نہیں پا سکیں۔ مذہبی و ثقافتی سطح پر "اسلامی جدیدیت" اس بحران پر قابو پانے کی ایک اور کوشش تھی۔ شاید یہ کہا جا سکتا ہے کہ "اسلام کی جانب رجوع" بھی اسی سلسلے کی ایک کوشش ہے۔ تاہم یہ ایک پُرکشش حل ہے۔ "رجوع الی الاسلام" لوگوں کو ان کی اصل سے ملانے کی کوشش ہے اور یہ ان کی روایات کے عین مطابق ہے۔

مثبت زاویے سے دیکھا جائے تو مجھے ان لوگوں سے اتفاق نہیں جو کہتے ہیں کہ یہ صورتِ حال محض مذہبی جوش و خروش ہے جو بتدریج اسلامی دنیا میں پیدا ہو گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ محض ایک رجحان ہے جو لوگوں کو کچھ مخصوص عبادات کی جانب راغب کرتا ہے۔ اس کے برعکس جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں، یہ سماجی بحران کی ایک شکل کا اظہار ہے اور مسلمان اس بارے میں کچھ کر گزرنے کی تگ و دو

کر رہے ہیں اور ان کی جدوجہد میں تسلسل ہے۔ "رجوع الی الاسلام" کی تحریک نے تحرک پیدا کیا ہے، مسلمانوں کو نئی شناخت دی ہے اور اس کی اپنی خصوصیات ہیں۔

میرے اندازے میں مجھے منفی پہلو پر ضرورت سے زیادہ زور نہیں دینا چاہیے۔ اس کے برعکس جب کوئی شخص صورت حال کو مثبت زاویۂ نظر سے دیکھتا ہے تو اسے یہ سب کچھ مشکلات و مسائل پر قابو پانے کی ایک مسلسل جدوجہد دکھائی دیتی ہے، قطع نظر اس سے کہ راستہ صحیح ہے یا غلط۔ یہ مسلسل جدوجہد ان لوگوں کے لیے اپنے اندر بڑی کشش رکھتی ہے جو مسلمانوں کو ان کی مشکلات سے نکالنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس طرح "رجوع الی الاسلام" کی یہ کاوش ان کے لیے بڑی قیمتی ہے جو بحران کے حل کی تلاش میں ہیں۔ کیوں کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا حل بھی تو نہیں ہے——۔

عالم اسلام کے مستقبل کے حوالے سے مجھے کہنا چاہیے کہ جو حکومتیں اسلامی برادری کی تخلیق کے لیے کوششیں کر رہی ہیں، ان کی حتمی کامیابی یا ناکامی کا انحصار دو باتوں پر مبنی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ حکومتیں عوام کی بنیادی ضروریات رخوراک، صحت عامہ کی سہولتیں، علاج معالجہ، رہائش، تعلیم اور سماجی مسائل کے حل ر فراہم کرنے کی کتنی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اگر یہ حکومتیں مؤثر طور پر ان معاملات پر قابو پالیتی ہیں تو ان کی بنیادیں مضبوط ہوں گی اور جدید دنیا میں یہ کامیابی انھیں دوام بخشے گی۔

دوسری بات ان حکومتوں یا تحریکوں کی قیادت سے متعلق ہے۔ اگر عالم اسلام میں کوئی اٹھتا ہے اور اس میں ایسی صلاحیتیں ہیں جو اس کے ہم مذہبوں کو آمادہ کرتی ہیں کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔ وہ مسائل کے حل کے لیے حقیقت پسندی سے کام لیتا ہے تو مسلمانوں کے لیے کامیابی کے امکانات نسبتاً زیادہ ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پُتلی، طنزیہ تفریحی پروگرام میں شامل کرنے پر مسلمانوں کا احتجاج

برطانوی ٹیلی وژن پروگرام Spitting Images طنزیہ پُتلی تماشا ہے۔ اس پروگرام کے تخلیق کاروں نے چند ماہ پہلے پُتلیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پُتلی کا اضافہ کیا تھا۔ ان کی پتلی پپیوں کے انداز اور شکل و صورت میں بنائی گئی تھی۔ ٹیلی وژن کے ناظرین کو تفریح فراہم کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی کو جس طرح پیش کیا گیا، اس پر برطانیہ کی مسلم برادری نے سخت غم و غصّہ کا اظہار کیا۔ ڈیلی ٹیلی گراف (لندن) کی اطلاع کے مطابق "اسلامی امور کے بارے میں یو۔ کے ایکشن